Tauseeq, Volume. 5, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v5i1.32

Received: 29-05-2024
Accepted: 05-06-2024
Published: 30-06-2024

سماجی المیے کے تناظر میں نئیر مسعود کے افسانوں میں موت کا المیہ

The tragedy of death in Nayyar Masood's fiction in the context of social tragedy

محمد امجد *
ڈاکٹر حمیرا اشفاق

Abstract:

Nayyer Masood's fiction explores the theme of death as a social tragedy, Offering a poignant critique of the human condition in Pakistani society. Through his stories, he delves into the complexities of death, revealing its impact on individuals, families, and communities. Masood's characters' struggles with mortality symbolize larger social tragedies Including loss and longing, social injustice, and existential crises.His work echoes the collective grief and sense of loss that pervades in society, highlighting the need for social change and the search for meaning and purpose in a tumultuous society.

Keywords:

Death, Tragedy, Society ، Painful.

المیہ ڈرامے کی ایک شکل جو دکھ، ترس اور خوف کے جذبات کو جنم دیتی ہے۔اس کی ایک بھرپور تاریخ ہے جو ہزاروں سالوں پر محیط ہے۔ قدیم یونان سے لے کر جدید دور تک المیہ کی پیش کش فکشن میں ہوتی رہی ہے جو بدلتی ہوئی معاشرتی اقدار اور انسانی تجربات کی عکاسی کرتا ہے۔ المیہ کا تصور کہانی سنانے کی ایک شکل کے طور پر جو

* نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز،اسلام آباد
اسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی ،اسلام آباد

انسانی خواہشات اور تقدیر کے درمیان تصادم کو پیش کرتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک افسوسناک اور المناک انجام ہوتا ہے۔

المیہ صدیوں سے ادب کا ایک اہم ذریعہ رہا ہے، جو انسانی مصائب کی تباہ کن پیش کش سے سامعین کو محسور کرتا ہے۔ لیکن سامعین یا قارئین ا ن المیہ کہانیوں کی طرف کھینچے چلے جاتے ہیں جو ہمارے اندر خوف اور غم کے جذبات کو جنم دیتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ المیہ کہانیو ں میں وہ صلاحیت پوشیدہ ہوتی ہے جو ہمیں جذباتی کھتارسز کا ذریعہ بنتی ہے۔

افسانوں میں المیے کی پیش کش کے ذریعے ہم اپنی ذاتی زندگیوں میں پیش آنے والے سانحات کا سامنا کرنے اور ان پر رد عمل دینے اور خود کو سنبھالنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ افسانوی کرداروں کی جدوجہد اور مشکلات کو دیکھ کر ہم اپنے اپنے تجربات اور جذبات کو سمجھنے کے بھی قابل ہو جاتے ہیں۔ یہ افسانوی کردار ہمیں مخصوص حالات میں سانحات کا سامنا کرنے اور جذباتی کیفیت سے نکلنے میں مدد کرتے ہیں۔ فکشن کہ ذریعے ہم یہ احساس ہوتا ہے کہ ہماری جدوجہد منفرد نہیں ہے اور دوسروں کو بھی اس طرح کے چیلنجز کا سامنا ہے۔ یہ احساس اطمینان بخش ہوتا ہے کہ ہم اپنی جدوجہد میں تنہا نہیں ہیں۔ افسانے میں المیے کی پیش کش کے ذریعے ہم اپنے ارد گرد کی دنیا کے حالات کے بارے میں جانتے ہیں۔ افسانے میں المیے کا سامنا کرنے سےہم اپنی زندگی میں جن سانحات کا سامنا کرتے ہیں ان کا سامنا کرنے اور ان پر قابو پانے کے لیے خود کو بہتر طور پر تیار کر سکتے ہیں۔

المیہ انسانی خواہشات اور تقدیر کے درمیان تصادم کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ ہماری امنگوں، عزائم اور تقدیر نے ہمارے لیے جو راستہ طے کیا ہے اس کے درمیان موروثی اختلاف کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری خواہشات ہمارے مقاصد کی نمائندگی کرتی ہیں۔ تاہم تقدیر مختلف منصوبہ رکھتی ہے جو بعض اوقات ہمارے خواہشات کے مطابق نہیں ہوتا۔ یہ انحراف شدید تصادم کا باعث بنتا ہے ،ہماری خواہشات اور ایسی قوتیں جن پر ہمارا اختیار نہیں جو ہماری زندگیوں کی تشکیل کرتی ہے۔ انسانی خواہشات کی شکست فکشن میں ایک اہم موضوع ہے جو اکثر المناک نتائج کا باعث بنتا ہے۔ فکشن میں اس شکست کو اکثر ایک مرکزی کردار کے زوال کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے جس نے جذباتی انداز میں کسی خواب کی تکمیل کے لیے جدوجہد کی اور اس میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس شکست کی پیش کش کی بہت سے پہلو ہو سکتے ہیں اس کا انحصار مصنف کے نقطہ نظر پر ہے جو وہ بیان کرنا چاہتا ہے۔ بعض اوقات یہ بتدریج زوال پذیر ہوتا ہے کیونکہ مرکزی کردار کی امیدیں دنیا کی تلخ

حقیقتوں سے آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں۔ دوسرا پہلو مرکزی کردار کی خواہشات کا سفاکانہ کچلے جانا بھی ہوتا ہے جس سے مرکزی کردار بکھر جاتا ہے اور اسے شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے

المیہ کا لفظ انگریزی زبان و ادب کے لفظ Tragedy کا ترجمہ ہے جس کا مفہوم المیہ ۔ حزنیہ ۔ تعزیہ ہے ابوالاعجاز حفیظ صدیقی " کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں المیہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"قدیم یونانی ڈاموں میں ہیرو دیوتاؤں (تقدیر) کے خلاف نبرد آزما ہوتا تھا ۔ عہد الزبتھ کے انگریزی ڈراموں میں ہیرو اپنی ذات کے کسی حصے، سیرت کے کسی خلا، اپنے کردار کی کسی فرو گذاشت یا خامی کے خلاف جنگ کرتا تھا اور ہار جاتا تھا۔ جدید ڈرامے کا ہیرو اپنے ماحول سے برسرِ پیکار ہوتا ہے اور ہار جاتا ہے۔ غرض یہ کہ المیہ کو فرد کی یہ شکست ہی المیہ بناتی ہے جو ایک بر تر طاقت کے میں بشریت کا مقدر ہے۔"1

فیروز الغات جامع مرتبہ مولوی فیروز الدین میں المیہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

''ایسی نظم، نثر یا ڈرامہ جس کا انجام ہولناک ہو۔المیہ کہلاتا ہے۔''2

انگریزی ادب میں المیہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے

“A drama or literary work in which the main character is broughtto ruin or suffers extreme sorrow, especially as a consequence ofa tragic flaw, moral weakness, or inability to cope with unfavorable Circumstances. B.The genre made up of such works. C. The art or theory of writing or producing this works.” 3

کسی بھی سانحے کا المناک نتیجہ اکثر غلط فہمی کا براہ راست نتیجہ ہوتا ہے ۔جو اس ڈرامائی عمل کا سرچشمہ ہے۔ جذباتی شدت کو کم کرنے یا زندگی کے تضادات کو اجاگر کرنے کے لیے المیہ عناصر کو شامل کیا جاتا ہے۔ انسانی وجود سانحات سے بھر پڑا ہے اور ان کا اثر مجموعی زندگی پر پڑتا ہے۔ جب لوگ دولت مند/ طاقت ور ہو جاتے ہیں تو وہ

مغرور ہو جاتے ہیں اور اپنے سے کمزور لوگوں کا ظلم کا باعث بنتے ہیں۔ یہی جبر بالآخر ان کے زوال کا باعث بنتا ہے جس سے وہ ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی سانحات کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر دیکھیں تو غریب اور پسماندہ افراد پہلے ہی متعدد سانحات کا سامنا کر رہے ہوتے ہیں جنہیں اکثر ادیب ، دانشور اور شاعر اپنی تخلیقات کا موضوع بناتے ہیں۔

سماجی المیہ سے مراد ایک تباہ کن واقعہ یا صورتحال ہے جو لوگوں کے ایک بڑے گروہ کو متاثر کرتی ہے جس سے بڑے پیمانے پر تباہی ہوتی ہے جو مختلف عوامل کے نتیجے میں ہو سکتی ہے بشمول قدرتی آفات، انسانی غلطی یا نظام کی ناکامی کے سبب۔

سماجی المیے کے معاشرے پر اثرات:

سماجی سانحات کے دور رس نتائج ہوتے ہیں جو پورے معاشرے میں افراد کی زندگیوں کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کرتے ہیں۔سماجی سانحات کے نتیجے میں اکثر اہم انسانی مصائب، نقل مکانی اور جانی نقصان ہوتا ہے۔ اس کے فوری بعد کا نتیجہ عام طور پر افراتفری، گھبراہٹ، اور خوراک، پناہ گاہ، اور طبی نگہداشت سمیت ہنگامی امداد کی بہت زیادہ ضرورت سے ظاہر ہوتا ہے۔

بنیادی ڈھانچے، املاک اور ذریعہ معاش کی وسیع پیمانے پر تباہی کے ساتھ سماجی سانحات کے معاشی اثرات حیران کن ہوتے ہیں، جو غربت، بے روزگاری اور معاشی سرگرمیوں میں نمایاں کمی کا باعث بنتے ہیں، جس سے مقامی اور قومی معیشت دونوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسے سانحات افراد اور معاشروں پر گہرے نفسیاتی اثرات مرتب کرے ہیں ۔ جس سے اضطراب ، ڈپریشن جیسے دماغی صحت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ سماجی سانحات کا معاشرے پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

فکشن میں المیہ مرگ:

المیہ مرگ ہمیشہ سے ایک فکر انگیز موضوع رہا ہے جو صدیوں سے افسانہ نگاری میں ایک اہم عنصر کے طور پر شامل ہے۔ موت کے المیے کو مصنفین نے اپنی تخلیقات میں شامل کر کے انسانی فطرت، اخلاقیات اور انسانی وجود کے پیچیدہ پہلوؤں کی پیش کش کی ہے۔

موت کا المیہ غمناک واقعات کی تصویر کشی کرتا ہے۔ یہ اموات مختلف طریقوں سے ہو سکتی ہے بشمول کردار کی موت، مہلک حادثات، بیماریاں، خودکشیاں یا قدرتی آفات وغیرہ ۔ اس بیانیہ میں جو مشترکہ چیز ہے وہ کرداروں اور قاری پر ان کا جذباتی اثر ہے۔

کہانی میں موت کا عنصر قاری اور کرداروں کے درمیان جذباتی تعلق پیدا کرتا ہے۔ جب کوئی قاری جذباتی طور پر کہانی کے ساتھ جڑتا ہے تو کہانی کے اندر ہونے والے نقصان کا تجربہ خود کرتا ہے۔ کردار کی موت کو محسوس کرتا ہے چاہے وہ محض خیالی کردار ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کسی کردار کی موت غیر متوقع ہے تو وہ قاری کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔

موت کا المیہ ایک ادبی ہتھیار ہے جسے افسانہ نگار افسانے میں جذبات کو ابھارنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس میں کسی کردار کا انتقال اچانک غیر متوقع یا غیر منصفانہ ہوتا ہے جس کا کہانی اور اس کے باقی کرداروں پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ افسانوں میں المیہ موت کی صورتیں یوں ہو سکتی ہیں:

- ایک کردار دوسروں کو بچانے کے لیے اپنی جان دے دیتا ہے۔
- المناک سانحہ کسی کرادر کی موت کا سبب بنتا ہے۔
- کوئی کردار دوسرے کردار کے ہاتھوں مارا جاتا ہے
- کردار بیماری، بڑھاپے یا دیگر قدرتی حالات کی وجہ سے مر جاتا ہے۔

خیالی کرداروں کے جذبات کا تجربہ کرکے، قارئین حقیقی زندگی کے سماجی سانحات سے متاثر ہونے والوں کے ساتھ ہمدردی کے جذبات فروغ دیتے ہیں۔ افسانے میں موت کے سانحات بڑے سماجی مسائل کی علامت بھی بن سکتے ہیں، جو تجریدی تصورات کی اجاگر کرتےہیں۔

نئیر مسعود کے افسانوں میں المیہ مرگ

نئیر مسعود موت کو کہانی بیان کرنے کے لیے اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں جو انسانی وجود کی نزاکت کو اجاگر کرتا ہے ، زندگی میں عدم استحکام اور تقدیر کی ناگزیریت کا ظاہر کرتا ہے۔وہ اپنی تحریر کے ذریعے غم ، نقصان اور پیچھے رہ جانے والوں پر موت کے جذباتی اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔ نئیر مسعود کے افسانوں میں موت کے المیے کو اس کی جذباتی شدت اور بیان کی ہنر مندی سے مزید تقویت ملتی ہے۔ ان کی کہانیاں دکھ کی انتہا کو پہنچتی ہیں۔ المیے کی کثیر جہتی نوعیت ہمیں نئیر مسعود کی کہانیو ں میں ملتی ہے جس کا تجزیہ ان کے افسانوں میں اموات پانے والے کرداروں کی روشنی میں کرتے ہیں۔

نئیر مسعود کے افسانوں میں موت کا المیہ پیش کیا گیا ہے۔ ان کے افسانوں سے معلوم ہوتا ہے کہ موت بہت سے مصائب کا علاج ہے۔ ان کی کہانیوں میں مرنے والے کئی کردار اپنی دنیاوی تکالیف سے نجات پا جاتے ہیں۔ مرنے والے تو تمام دکھوں سے آزاد ہو گئے لیکن اپنے پیاروں کو مسلسل غم میں مبتلا کر گئے۔ زندگی میں پیش آنے والے ایسے غموں کا علاج نہیں ہوتا، وقت بھی نہیں۔ صرف اس وقت پہلے والا زخم کم تکلیف دہ محسوس ہوتا ہے جب کسی دورے پیارے کی موت کی صورت میں تازہ زخم لگتا ہے۔ نئیر مسعود نے اپنے افسانوں میں المیہ مرگ کا تخلیقی اظہار بہت خوبصورت انداز میں کیا ہے جو افسانوں کی فضا کو ایک المناک ماحول میں بدل دیتا ہے۔

نئیر مسعود کے افسانوی مجموعہ "گنجفہ" میں المیہ مرگ کی پیش یوں ہوئی ہے۔ سماجی المیے کے تناظر میں ایک ایسا شخص جس پر تمام خاندان کی معاشی ذمہ داریاں ہیں۔ یہ معاشی جدوجہد تباہ کن نتائج کا سبب بنتی ہے۔ مرنے والا شخص جو ایک ہی کمانے والا تھا اپنی محنت کے باوجود گھر کو مالی مشکلات سے نہیں نکال پاتا۔ اپنے بچے کو اچھی تعلیم دینے کے لیے اس کے پاس ایک ہی راستہ بچتا ہے کہ وہ جوئے سے اپنے پاس موجود رقم میں اضافہ کر سکے لیکن بدقسمتی سے وہ اپنے پاس موجود رقم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔اسی پریشانی میں وہ نشے کا عادی ہو جاتا ہے اور نشہ ہی اس کی موت کا سبب بنتا ہے۔ اس کا بیٹا جو کہانی کا راوی بھی ہے وہ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے باوجود بے روزگاری کے جذباتی صدمے سے دوچار ہوتا ہے۔ وہ مالی طور پر اپنی ماں پر بوجھ ہونے کے باعث احساس ندامت اور احساس جرم کا شکار ہوتا ہے کہ وہ آخر کب تک اپنی ماں کی کمائی کھاتا رہے گا۔ وہ اپنے والد کے بارے میں بھی بد گمان ہوتا ہے کہ انہوں نے ان کے لیے وراثت میں کچھ نہیں چھوڑا جس پر اس کی والدہ دکھ کا اظہار کرتی ہے۔

’’ کون سا سکھ تھا جو مرنے والے نے ہمیں نہیں دیا۔ اور تمہارے لیے بھی کیا کچھ نہیں کیا۔‘‘ 4

راوی کی ماں اس کو اس کے والد کی خواہش کے بارے میں آگاہ کرتی ہے کہ تمہارے والد کا خواب تھا کہ تم بیرون ملک سے تعلیم حاصل کرو۔ اس کے لیے انہوں نے انتھک محنت کی، اپنی بچت اور پینشن تک لگا دی۔ والد کی کوششیں راوی کے بہتر مستقبل کے لیے تھیں جو اس کی محبت کو ظاہر کرتی ہیں۔ راوی اپنے والد کی خواہشات سے آگاہ نہ ہونے اور ان کے بارے میں بدگمانی پر شرمندگی محسوس کرتا ہے کہ اس نے اپنے باپ کی محبت اور قربانی کی قدر نہیں کی۔

نئیر مسعود نے اپنے اسی افسانے "گنجفہ" میں ایک نوجوان لڑکی کے المناک حالات کی تصویر کشی کی ہے۔ کہانی لڑکی کے والد کی بیماری اور اس کی اٹل لگن کے گرد گھومتی ہے۔ اس کا والد بیماری کے باعث معذوری کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے گھر کے دیگر اخراجات کے ساتھ اس کی دواؤں کا خرچہ بھی اس کے ذمہ ہے۔ اس کے باپ کا اپنی بیٹی کے بارے میں ایسے بیان ہے۔

'' میری ٹانگیں بے کار ہو گئیں اور اب پندرہ برس سے وہی مجھ کو چکن کاڑھ کر کھلا رہی ہے۔''۔ 5

نئیر مسعود کے اس افسانے میں لڑکی کا کردار اس کی بے لوث خدمت کو ظاہر کرتا ہے جو اپنے معذور باپ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے مرتے دم تک نبھاتی بھی ہے۔ اس کی اچانک موت سے کہانی میں ایک المناک موڑ لیتی ہے جس سے اس کے والد پر جذباتی اور معاشی بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ ایک تو اسے اپنی بیٹی کے کھو جانے کا غم، دوسرا وہ اس کی واحد نگہداشت کرنے والی تھی ۔ نوجوان لڑکی کی موت کا بیان افسانے میں یوں ہے:

''ہم تو ویسے ہی ہیں... لیکن بٹیا چلی گئیں ہین۔''اس نے کہا اورگردن جھکا لی۔اُس کی بات فوراً میری سمجھ میں نہیں آ سکی لیکن میرے کچھ پوچھنے سے پہلے اس نے خود ہی بتا دیا:

''یرقان ہو گیا تھا۔'' 6

نئیر مسعود کا افسانہ "گنجفہ" سماجی المیے کی جاندار تصویر کشی ہے، جو خاندان کے افراد، خاص طور پر بچوں پر موت کے دور رس نتائج کو ظاہر کرتی ہے، جنہیں جذباتی صدمے، جرم اور مالی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ افسانہ معاشی جدوجہد کے تباہ کن اثرات کو نمایاں کرتا ہے جس کے نتیجے میں دردناک نتائج برآمد ہوتے ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ خاندان کی دیکھ بھال کرنے والوں کی بے لوث لگن، معاشی، سماجی اور جذباتی جدوجہد کو بھی اجاگر کرتی ہے۔

نئیر مسعود کے افسانے "جانشین" میں بھی موت کے المیے کو موضوع بنایا گیا ہے۔ کچھ کرداروں کی اموات کا سبب بیماری ہے اور کچھ کرداروں

کی موت کا ذکر کیا گیا ہے ان کی موت کی وجہ نہیں بتائی گئی۔ کرداروں کی اموات افسانے کی فضا کو المناک کر دیتی ہے جس سے قاری کے اندر اداسی اور غم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ موت کی حقیقت پسندانہ تصویر کشی قاری کو کرداروں سے مانوس کر دیتی ہے اور یہی قربت کا احساس قاری کے جذبات کو بڑھاتا ہوں۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

''چچی کا اپنا خاندان چھوٹا تھا۔ ان کی بیوی اور ایک بیٹی نفیسہ،دو جڑواں بیٹے بھی ہوئے تھے لیکن وہ کم سن ہی مر گئے۔نہ مرے ہوتے تو میری عمر کے ہوتے---

میرے باپ بھی بچپن میں ہی مر گئے تھے۔میری ماں نے ان کا بہت غم کیا،یہاں تک کے ان کے چند سال کے اندر وہ بھی گزر گئیں۔''7

درج بالا اقتباس میں نئیر مسعود نے چار افراد کی موت کا انکشاف کیا ہےجس میں راوی کے والدین اور دو چھوٹے بچے شامل ہیں۔ راوی کے والد کے موت کے چند سال بعد والدہ کا انتقال بھی ہو جاتا ہے۔ راوی کے چچا کے دو جڑواں بیٹوں کی موت اور ایک زندہ رہ جانے والی بیٹی کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس تخلیقی المیے میں مصنف نے اپنے دو بچوں کو کھونے والے والدین کے دکھ کو مہارت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ راوی کے والدین کی موت بھی ایک المناک واقعہ ہے ان کے انتقال کے بعد راوی کی ان کے چچا اور خالہ نے پرورش کی۔

افسانے میں ایک لڑکی کا کردار دکھایا گیا ہے جس کے ساتھ راوی کی شادی ہو جاتی ہے ۔ جسے بعد میں راوی اپنے چچا کے خاندانی دباؤ کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ یہ شادی اس کے چچا اور خالہ کی رضا مندی کے بغیر ہوئی تھی۔ لڑکی کا باپ جو اس کا واحد سہارا تھا ،انتقال کر جاتا ہے۔ اس سے لڑکی اور تنہا ہو جاتی ہے اور اس سے افسانے کی مجموعی فضا المناک ہو جاتی ہے۔ لڑکی کو اپنے باپ کی موت کی خبر راوی کے ساتھ دوبارہ ملاقات میں ہوتی ہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

''تمہارے ابا سے ملنا چاہتا ہوں۔''

''اب وہ نہیں ملیں گے''

مجھے یاد آیا کہ ہمارے یہاں آخری بار آنے کے کچھ دن بعد ان کی شدید بیماری کی اطلاع ملی تھی۔ لیکن میں گھر کے معاملات اور ملازمت میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ مجھے دنیا کی خبر ہی نہ رہی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مر چکے ہیں۔“ 8

اس افسانے میں راوی کو اپنے چچا اور خالہ کی موت کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑتا ہے جس نے اس پر بڑا گہرا اثر ڈالا کیوں وہ ان کو اپنے حقیقی والدین کی طرح سمجھتا تھا اور یہ سچ بھی ہے کہ اس کے چچا اور خالہ نے اس کی پرورش میں والدین کا ہی کردار ادا کیا ہے۔ان کی بیٹی نفیسہ کو بھی اپنے والدین کی جدائی کے غم سے نبرد آزما ہونا پڑا اس کے باوجود اس نے راوی کے مستقبل کے لیے تشویش کا اظہار کیا۔ اس کے چچا اور چچی کی موت کا بیان افسانے میں یوں ہے۔

”اس کے بعد وہ چپ ہو گئے۔ دوسرے دن شام ہوتے ہی ان کی وفات ہو گئی:

”چچی بھی ان کے بعد بہت دن زندہ نہ رہیں۔“9

نیئر مسعود کا افسانہ "جانشین" موت کے موضوع اور کرداروں کی زندگی پر اس کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔ کہانی کئی کرداروں کی موت کو ظاہر کرتی ہے، جن میں راوی کے والدین، دو چھوٹے بچے اور لڑکی کے والد شامل ہیں، جو ایک المناک ماحول پیدا کرتا ہے اور قاری میں اداسی اور غم کے جذبات کو جنم دیتا ہے۔ راوی کی پرورش ان کے چچا اور خالہ نے کی ہے، جو بعد میں مر جاتے ہیں، جس کا راوی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ کہانی میں اپنے بچوں کو کھونے والے والدین کے غم اور جدائی کے صدمے کو بھی پیش کیا گیا ہے، موت اور اس کے نتائج کی حقیقت پسندانہ اور جذباتی تصویر کشی کی گئی ہے۔

نئیر مسعود کے افسانے "سلطان مظفر کا کہانی نویس" میں دو قسم کے افراد کے المناک انجام کو اجاگر کیا گیا ہے۔ خاص طور پر سلطانی مورخ جو سلطان کی خدمت پر مامور ہوتا ہے جب اس کا کام سلطان کی خواہشات سے متصادم ہوتا ہے۔ مثلاً اس افسانے میں سلطانی مورخ نے اپنے فرائض کو دیانتداری کے ساتھ ادا کیا جس کا نتیجہ بادشاہ کے مزاج کے خلاف نکلا۔

بادشاہ کی توقعات سے کسی بھی انحراف کے نتیجے میں سزا موت ہی ہے۔ -
ایک مورخ کی موت کا ذکر افسانے میں یوں ہے۔

''تم نے کہا تھا اسے مرنا پڑا؟'' میں نے پوچھا۔

''ہاں صحرائی مہم کی تاریخ سلطان کو پسند نہیں آئی تھی۔''

''لیکن وہ بہت اچھا مورخ تھا۔۔۔''

''اسے کس طرح مرنا پڑا؟''

''کسی درخت کے زہریلے پھل کھا کر۔''

''سلطان کے حکم سے؟'10

نئیر مسعود نے اپنے افسانے میں ایک سلطانی مورخ کی المناک کہانی کو بیان کیا ہے جس نے دیانت داری کے ساتھ تاریخ لکھی جو سلطان کو پسند نہیں آئی اور یہی ناپسندیدگی اس کی موت کا سبب بنی۔ یہ واقعہ اس دور کے مورخین پر حقائق کے برعکس بادشاہ کی خواہشات کو ترجیح دینے کے دباؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس افسانے میں نئیر مسعود نے بادشاہ کی پھانسی کے جدید طریقے وضع کرنے کے شوق کو بھی بیان کیا ہے جس سے اسے اطمینان ملتا۔ اس خاص معاملے میں مورخ کو ایک درخت کا زہریلا پھل کھا کر موت کی سزا سنائی گئی ۔ بادشاہ موت کے نئے طریقے ایجاد کرنے کے شوق کی وجہ سے ہر بار ایک نیا حکم جاری کرتا تھا۔

اردو افسانوں میں پرندوں کی موت کا ایک المناک واقعہ کے طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے جو غم کے جذبات کو جنم دیتا ہے۔ نیئر مسعود نے اپنے افسانوں میں انسانوں کی موت کے ساتھ ساتھ پرندوں کے مرنے کا المیہ بھی بیان کیا ہے۔ نیئر مسعود کے افسانے ''عطر کافور'' میں پرندوں کے مرنے کا ذکر اس طرح ہوتا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

''خود میرے گھر میں جو پرندے پالے جاتے تھے ۔ ان سب کے الگ الگ انسانی نام میں خود رکھ دیتا تھا۔ ان میں سے کسی کسی پرندے کو جب میں اپنے دئیے ہوئے نام سے پکارتا تو وہ واقعی میری طرف متوجہ ہو جاتا تھا۔ یہ

پرندے مرتے رہتے تھے اور میں ہر پرندے کے مرنے
کے بعد کچھ دن تک اسے یاد کرتا پھر بھول جاتا۔'' 11

متذکرہ بالا اقتباس میں راوی کے پرندوں کے پالنے کے شوق اور پرندوں کی موت پر اس کے جذباتی رد عمل کو ظاہر کیا گیا ہے۔ راوی پرندوں کے موت کے بعد ایک عرصے تک اداسی اور غم کی کیفیت میں مبتلا رہا۔ جو پرندوں سے اس کی گہری محبت کو ظاہر کرتا ہے۔

نئیر مسعود نے اپنے افسانوں میں تصور موت کو غیر جذباتی لیکن فطری انداز میں پیش کیا ہے۔ اکثر کرداروں کی موت حادثات، بیماری اور لالچ کی وجہ سے ہوئی۔ نئیر مسعود کے افسانوں سے ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے موت کو دکھوں سے نجات کا ذریعہ بھی بتایا ہے۔

حوالہ جات

-1 ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، اشاعت ۱۹۸۵ء، ص ۱٦

-2 فیروز اللغات مرتبہ مولوی فیروز الدین، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، ص ۱۱۹

-3 Https://www.thefreeddictionary.com.tragedy

-4 نیئر مسعود، گنجفہ ،افسانہ: گنجفہ ، شیر زار کراچی ،پاکستان، اشاعت 2008ء،ص 12

-5 ایضاً، ص 25

-6 ایضاً ص،25

-7 نیئر مسعود، گنجفہ ،افسانہ: جانشین ، شیر زار کراچی ،پاکستان، اشاعت 2008ء،ص108

-8 ایضاً، 119

-9 ایضاً، 117

-10 نیئر مسعود، گنجفہ (کلیات)، افسانہ: سلطان مظفر کا واقعہ نویس، سنگ میل پبلی کیشن، لاہور، اشاعت ۲۰۱۵ء،ص43

-11 نیئر مسعود، گنجفہ (کلیات)، افسانہ: عطر کافور، سنگ میل پبلی کیشن، لاہور، اشاعت ۲۰۱۵ء،ص88

References:

1. Abul Aijaz Hafeez Siddiqui, Kashaf Critical Terms, Ruling National Language,
Islamabad, Publication 1985, p. 16

2. Firoz-ul-Laghat Bar Maulvi Ferozuddin, Feroz Sons Private Limited, Lahore, p. 119
3. Https://www.thefreeddictionary.com.tragedy
4. Nayyar Masood, Ganjafa, Fiction: Ganjafa, Sher Zar Karachi, Pakistan, Published 2008, p. 12
5. Ibid., p. 25
6. Ibid., p. 25
7. Nayyar Masood, Ganjafa, Fiction: Successor, Sher-e-Zar Karachi, Pakistan, Published 2008, p. 108
8. Ibid., 119
9. Ibid., 117
10- Nayyar Masood, Ganjafa (Kaliyat), Fiction: Sultan Muzaffar's Story Writer, Milestone Publication, Lahore, Publication 2015, p. 43
11. Nayyar Masood, Ganjafa (Kaliyat), Fiction: Attar Kafur, Milestone Publication, Lahore, Publication 2015, p. 88